مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

﴿صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلَّمْ﴾

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی-۱) ۴-۱/۸۰ پی آئی وی، موّرخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۲۰-۴-۸۷ جنرل و ایم ۴/۰۷۹-۳-۷، موّرخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این-۱/اے ڈی (لائبریری)، موّرخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت/انتظامیہ ۲۳-۸۰۶۱/۹۲، موّرخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

نام کتاب	:	اِسلام میں بچوں کے حقوق
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	ڈاکٹر طاہر حمید تنولی
معاونِ تحقیق	:	محمد فاروق رانا
زیرِ اہتمام	:	فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اوّل	:	اکتوبر 2006ء
تعداد	:	1,100

نوٹ : شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے آڈیو، ویڈیو کیسٹس، CDs اور DVDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

sales@minhaj.biz

فہرس

پیش لفظ

بچے بنی نوع انسان کی نسلِ نو ہیں۔ دیگر افرادِ معاشرہ کی طرح بچوں کا بھی ایک اَخلاقی مقام اور معاشرتی درجہ ہے۔ بہت سے ایسے اُمور ہیں جن میں بہ طور بنی نوع انسان بچوں کو بھی تحفظ درکار ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ اَمر بھی قابل غور ہے کہ چوں کہ بچے بالغ نہیں لہٰذا بہت سی ایسی ذمہ داریاں جن کے بالغ لوگ مکلّف ہیں، بچے ان کے مکلّف نہیں ہو سکتے۔ گو انہیں کئی حقوق مثلاً رائے دہی، قیام خاندان اور ملازمت وغیرہ حاصل نہیں مگر اپنی عمر کے جس حصے میں بچے ہوتے ہیں اس میں انہیں اس تربیت اور نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے کہ مستقبل میں وہ ان حقوق کی ادائیگی کما حقہ کر سکیں۔ یہ اَمر ہی بچوں کے حقوق کی نوعیت کا تعین کرتا ہے۔ دورِ جدید میں بچوں کے حقوق کا تحفظ کرنے والی نمایاں دستاویز United Nations Convention on the Rights of the Child-1980 ہے۔ جس میں بچوں کے بنیادی انسانی حقوق کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسلام نے بچوں کو بھی وہی مقام دیا ہے جو بنی نوع انسانیت کے دیگر طبقات کو حاصل ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بچوں کے ساتھ جو شفقت اور محبت پر مبنی سلوک اختیار فرمایا وہ معاشرے میں بچوں کے مقام و مرتبہ کا عکاس بھی ہے اور ہمارے لیے راہِ عمل بھی۔ اسلام میں بچوں کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ اسلام نے بچوں کے حقوق کا آغاز ان کی پیدائش سے بھی پہلے کیا ہے۔ ان حقوق میں زندگی، وراثت، وصیت، وقف اور نفقہ کے حقوق شامل ہیں۔ بچوں کے حقوق کا اتنا جامع احاطہ کہ ان کی پیدائش سے بھی پہلے ان کے حقوق کی ضمانت فراہم کی گئی ہے دنیا کے کسی نظامِ قانون میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کی زیرِ نظر کتاب میں اسلام میں بچوں کے حقوق کا جامع احاطہ کیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ اس تصنیف سے نہ صرف اسلام کے تصورِ حقوق کے نئے گوشوں سے آگاہی ہوگی بلکہ معاشرے کو اِسلام کے عطا کردہ حقوق کا گہوارہ بنانے کے امکانات بھی پیدا ہوں گے۔

(ڈاکٹر طاہر حمید تنولی)

ناظمِ تحقیق

تحریکِ منہاجُ القرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں۔ کسی بھی قوم کے مستقبل کے تحفظ کی ضمانت اِس اَمر میں مضمر ہے کہ اس کے بچوں کی تعمیرِ شخصیت اور تشکیلِ کردار پر پوری توجہ دی جائے۔ یہ اَمر اُس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک بچوں کے حقوق کا واضح تصور اور ان حقوق کے اِحترام کا باقاعدہ نظام موجود نہ ہو۔ اِسلام نے دیگر اَفرادِ معاشرہ کی طرح بچوں کے حقوق کو بھی پوری تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہاں ان حقوق کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:

ا۔ قبل اَز پیدائش حقوق

قبل اَز پیدائش بچہ حالتِ جنین میں ہوتا ہے۔ اِسلام نے بچے کو حقوق عطا کرنے کا آغاز حالتِ جنین سے کیا ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) زندگی کا حق

بچے کی زندگی کا آغاز مرحلہ جنین سے ہوتا ہے۔ اسلام نے اس مرحلے سے بچے کے لیے زندگی کے حق کو قانونی حیثیت عطا کی ہے۔ چونکہ اِستقرارِ حمل کے چار ماہ بعد رحمِ مادر میں موجود بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے، اِس وقت حمل ضائع کرنا رحمِ مادر میں بچہ کو قتل کرنا ہے جو کہ قتلِ انسانی کے مترادف ہے اور گناہِ کبیرہ ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر حاملہ چاہے تو ۱۲۰ دن گزرنے سے پہلے اِسقاطِ حمل

کرسکتی ہے:

”اسقاطِ حمل، جب تک اس کی تخلیق نہ ہو جائے جائز ہے، پھر متعدد مقامات پر تصریح ہے کہ تخلیق کا عمل ۱۲۰ دن یعنی چار ماہ کے بعد ہوتا ہے اور تخلیق سے مراد روح پھونکنا ہے۔“[1]

’فتاویٰ عالمگیری (۱:۳۳۵)‘ میں ہے:

المرءة یسعھا أن تعالج لإسقاط الحمل ما لم یستبن شئ من خلقه، و ذلک ما لم یتم له مائة و عشرون یوما۔

”عورت حمل گرا سکتی ہے جب تک اس کے اعضاء واضح نہ ہو جائیں اور یہ بات ۱۲۰ دن (چار ماہ) گزرنے سے پہلے ہوتی ہے۔“

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

----

(۱) ۱۔ حصکفی، در المختار، ۱: ۷۶

۲۔ ابن ہمام، فتح القدیر، ۳: ۲۷۴

(۲) ابن عابدین شامی، رد المحتار، ۵: ۳۲۹

(۳) حصکفی، در المختار، ۵: ۳۹۷

”ذخیرہ میں ہے کہ اگر عورت رحم میں نطفہ پہنچنے کے بعد اس کے اخراج کا ارادہ کرے تو فقہاء نے کہا ہے کہ اگر اتنی مدت گزر گئی ہے جس میں روح پھونک دی جاتی ہے تو جائز نہیں۔ اس مدت سے پہلے اخراج کرانے میں مشائخ کا اختلاف ہے اور حدیث کے مطابق یہ مدت چار ماہ ہے۔“[2]

علامہ حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

اہم ہے۔اس لیے اس صورت میں اسقاط کرانا واجب ہے۔

لہٰذا رحم مادر میں استقرارِ حمل جب تک ۱۲۰ دن یعنی چار ماہ کا نہ ہو جائے یعنی بچہ کے اندر روح پھونکے جانے سے قبل اسقاطِ حمل کرانا اگرچہ جائز ہے مگر بلا ضرورت مکروہ ہے، جب کہ چار ماہ کا حمل بطن مادر میں ہو جائے تو اب اسے ضائع کرنا صرف ناجائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

---

(۱) ابن عابدین شامی، رد المحتار، ۵: ۳۷۹

(۲) ابن ہمام، فتح القدیر، ۳: ۲۷۴

---

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۱۱

(۲) ۱۔ کشکی، المیراث المقارن: ۲۰۶

۲۔ ابو عینین، المیراث المقارن: ۲۷۴

---

(۴) وقف کا حق

جنین کے مالی حقوق میں سے ثابت شدہ تیسرا حق وقف کا ہے۔ حقِ وراثت اور وصیت کی طرح فقہاء نے موجود اور بعد میں پیدا ہونے والی اولاد کا حقِ وقف بھی جائز قرار دیا ہے۔ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

و قد نصوا علی أن الوقف علی الأولاد و الذریة، یتناول من وجد بعد مجیئ الغلة لأقل من ستة أشهر لتحقق وجوده فی بطن أمه وقت مجیئ الغلة فیشارک فی الغلة۔(۱)

''اور فقہاء نے یہ موقف اِختیار کیا ہے کہ اولاد و ذُرّیت کے لیے وقف کر دینا جائز ہے۔ اس (اولاد) میں وہ شامل ہوگا جو غلّہ آنے کے کم از کم چھ ماہ بعد پیدا ہوا ہو یعنی غلّہ آنے کے وقت اس کا وجود ماں پیٹ میں متحقق ہو چکا تھا، سو وہ غلّہ میں شریک ہوگا۔''

لہٰذا اس بناء پر اگر وقف کرنے والا فوت ہو جائے تو وقف شدہ مال جنین کو وراثت میں ملے گا۔

(۵) تاخیرِ اِقامتِ حد کا حق

جنین کے لیے مذکورہ بالا تین حقوق کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں، جن میں سے

ایک یہ ہے کہ حاملہ عورت پر وضعِ حمل تک حد قائم کی جائے گی نہ اس سے قصاص لیا جائے گا۔

---

(۱) ابن عابدین شامی، رد المحتار علی در المختار، ۴: ۲۷۴

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

أن امرأة من جهينة أتت نبي الله ﷺ، وهي حبلى من الزنا، فقالت: يا نبي الله! أصبت حدا، فأقمه عليّ۔ فدعا نبي الله ﷺ وليها، فقال: أحسن إليها، فإذا وضعت فائتني بها۔ ففعل، فأمر بها نبي الله ﷺ، فشكت عليها ثيابها، ثم أمر بها فرجمت، ثم صلى عليها، فقال له عمر: تصلي عليها؟ يا نبي الله! و قد زنت! فقال: لقد تابت توبة لو قسمت بين سبعين من أهل المدينة لوسعتهم۔ و هل وجدت توبة أفضل من أن جادت بنفسها لله تعالى؟[1]

''قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور وہ بدکاری سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے حد لاگو ہونے والا فعل کیا ہے پس مجھ پر حد لگائیے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور فرمایا: اسے احسن طریقے سے رکھ (بدکاری کا گناہ کرنے کے باوجود اس کے ساتھ اچھا سلوک کر کیونکہ اس نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا ہے اور اس پر شرمسار ہے)، جب وہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ اس نے ایسا ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے متعلق حکم دیا تو اس کے کپڑے

مضبوطی سے باندھ دیے گئے (تاکہ ستر نہ کھلے)، پھر حکم دیا تو اسے سنگ سار کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا نبی اللہ! آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا تھا! آپ ﷺ نے فرمایا: اُس نے توبہ بھی تو ایسی کی ہے کہ اگر اسے مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو سب کے لیے کافی ہو اور کیا تم نے اس سے بہتر توبہ دیکھی ہے کہ اس نے اللہ تعالی کے لیے اپنی جان دے دی۔‘‘

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ ۳: ۱۳۲۴، رقم: ۱۶۹۶

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

جاء ت الغامدية فقالت: يا رسول الله! إني قد زنيتُ فطهرني۔ و إنه ردها، فلما كان الغد قالت: يا رسول الله! لم تردني؟ لعلک أن تردني كما رددت ماعزا، فو الله! إني لحبلى۔ قال: إما لا، فاذهبي حتى تلدى۔ فلما ولدت أتته بالصبي في خرقة، قالت: هذا قد ولدته۔ قال: اذهبي فأرضعيه حتى تفطميه۔ فلما فطمته أتته بالصبي في يده كسرة خبز، فقالت: هذا، يا نبي الله! قد فطمته، و قد أكل الطعام، فدفع الصبي إلى رجل من المسلمين، ثم أمر بها فحفر لها إلى صدرها، و أمر الناس فرجموها، فيقبل خالد بن الوليد بحجر، فرمى رأسها، فتنضح الدم على

ﷺ نے سن لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار اے خالد! (ایسا مت کہو) قسم خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس نے تو ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز محصول لینے والا (جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور حقوق العباد میں گرفتار ہوتا ہے اور مسکینوں کو ستاتا ہے) ایسی توبہ کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو اس پر نماز پڑھی گئی اور وہ دفن کی گئی۔‘‘

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ، ۳: ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، رقم: ۱۶۹۵

---

(۶) نفقہ کا حق

یہ بھی باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ہونے والے بچہ کا خرچ اٹھائے اگر چہ اس کی ماں کا خرچ اُس پر لازمی نہ ہو۔ اسی طرح حاملہ عورت کی عدت وضعِ حمل ہے تا کہ:

۱۔ بچہ کے نسب کا تحفظ ہو کیونکہ اگر عورت دوسری شادی کرلے تو پیدا ہونے والے بچہ کا نسب خلط ملط ہونے کا اندیشہ ہے۔

۲۔ طلاق یافتہ حاملہ عورت کا نان ونفقہ بھی شوہر پر صرف بچہ کی وجہ سے لازم ہوتا ہے کیونکہ اگر عورت حاملہ نہ ہو اور طلاق ہو جائے تو اُس کی عدت تین ماہواریاں ہیں۔

جنین کا حقِ نفقہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت شدہ ہے:

وَ اِنْ كُنَّ اُولٰتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۔[1]

”اور اگر وہ حاملہ ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک اُن پر خرچ کرتے رہو۔“

(۷) فطرانہ کا حق

جنین (پیدا ہونے والے بچہ) کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا بالاتفاق مستحب ہے جب کہ امام احمد سے منسوب ایک قول کے مطابق یہ واجب ہے کہ نومولود و دیگر کی طرح جنین کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کیا جائے۔(۲)

۲۔ بعد از پیدائش بچوں کے حقوق

(۱) زندگی کا حق

اِسلام سے پہلے لوگ اپنی اولاد کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے۔ اِسلام نے اس قبیح رسم کا خاتمہ کرنے کی بنیاد ڈالی اور ایسا کرنے والوں کو عبرت ناک انجام کی وعید سنائی:

----

(۱) القرآن، الطلاق، ۶۵:۶

(۲) ۱۔ ابن قدامة، المقنع، ۱: ۳۳۸

۲۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۴: ۱۹۰

(۳) الانعام، ۶: ۱۴۰

۱۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا م بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللهُ افْتِرَآءً عَلَى اللهِ ط قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○(۳)

”واقعی ایسے لوگ برباد ہوگئے جنہوں نے اپنی اولاد کو بغیر علم (صحیح) کے (محض) بیوقوفی سے قتل کر ڈالا اور ان (چیزوں) کو جو اللہ نے انہیں (روزی کے طور پر)

بخشی تھیں اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے حرام کر ڈالا، بے شک وہ گمراہ ہو گئے اور ہدایت یافتہ نہ ہو سکے o''

بھوک اور افلاس کے خدشہ سے اولاد کے قتل کی ممانعت کرتے ہوئے قرآن حکیم فرماتا ہے:

۲۔ وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ۔[1]

''اور مفلسی کے باعث اپنی اولاد کو قتل مت کرو، ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی (دیں گے)۔''

۳۔ وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا o[2]

''اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل مت کرو، ہم ہی انہیں (بھی) روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے o''

اِسلام سے قبل بیٹیوں کی پیدائش نہایت برا اور قابل توہین سمجھا جاتا تھا اور انہیں زندہ درگور دفن کر دیا جاتا تھا۔ اِسلام نے اس خیالِ باطل کا ردّ کیا اور بیٹیوں کی پیدائش کو باعث رحمت قرار دیا۔ قرآن حکیم ایک مقام پر روزِ محشر کی سختیاں اور مصائب کے بیان کے باب میں فرماتا ہے:

۴۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ o بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ o[3]

''اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا o کہ وہ کس گناہ کے باعث قتل کی گئی تھی o''

---

(۱) القرآن، الانعام، ۶: ۱۵۱

بچوں کو اِسلامی تعلیمات سے شناسا کرنے اور اُنہیں اِسلامی آدابِ زندگی سکھانا ماں باپ کا فرض ہے۔ امام حسین علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من ولد له فأذن في أذنه اليمنى، وأقام في أذنه اليسرى، لم يضره أم الصبيان۔[1]

’’جس کے ہاں بچہ کی ولادت ہو تو وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اِقامت کہے، اس کی برکت سے بچہ کی ماں کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی۔‘‘

اس طرح ایک بچہ کو پیدائش کے وقت سے اُس آفاقی حکم سے روشناس کرا دیا جاتا ہے جو زندگیوں میں اِنقلاب پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا۔

(۳) حُسنِ نام کا حق

بچہ کا یہ حق ہے اُس کا پیارا سا نام رکھا جائے۔ اسلام سے قبل عرب اپنے بچوں کے عجیب نام رکھتے تھے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے نام ناپسند فرمائے اور خوبصورت نام رکھنے کا حکم دیا۔ امام طوسی روایت کرتے ہیں:

جاء رجل إلى النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال: يا رسول الله! ما حق ابني هذا؟ قال: تحسن اسمه و أدبه وضعه موضعا حسنا۔[2]

’’ایک شخص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! میرے اس بچے کا مجھ پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اس کا اچھا نام رکھ، اسے آداب سکھا اور اسے اچھی جگہ رکھ (یعنی اس کی اچھی تربیت کر)۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ابو یعلی، المسند، ۱۲: ۱۵۰، رقم: ۶۷۸۰

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۶: ۳۹۰، رقم: ۸۶۱۹

۳۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۳: ۶۳۲

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۵۹

(۲) محمد بن احمد صالح، الطفل فی الشریعۃ الاسلامیۃ: ۴۷

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم و أسماء آبائكم، فأحسنوا أسمائكم۔[1]

''روزِ قیامت تم اپنے ناموں اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے اس لیے اپنے نام اچھے رکھا کرو۔''

حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تسموا بأسماء الأنبياء، و أحب الأسماء إلى الله عبد الله و عبد الرحمن، و أصدقها حارث و همام، و أقبحها حرب و مرة۔[2]

---

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الأدب، باب فی تغیر الاسماء، ۴: ۲۸۷، رقم: ۴۹۴۸

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۹۴

۳۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۸۰ رقم: ۲۶۹۴

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۱۳۵، رقم: ۵۸۱۸

۵۔ عبد بن حمید، المسند: ۱۰۱، رقم: ۲۱۳

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

أن رسول الله ﷺ غير اسم عاصية، وقال: أنتِ جميلة۔ (1)

”رسول اکرم ﷺ نے ’عاصیہ‘ کا نام بدل دیا اور فرمایا: تم ’جمیلہ‘ ہو۔“

حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ’اصرم‘ نام کا ایک شخص کچھ لوگوں کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ جب آپ ﷺ کے استفسار پر اس شخص نے اپنا نام بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تم ’زُرعہ‘ ہو۔ (2)

----

(1) 1۔ مسلم، الصحیح، کتاب الأدب، باب استحباب تغیر الاسم، 3: 1686، رقم: 2139

2۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، باب ما جاء فی تغیر الأسماء، 15: 134، رقم: 2838

3۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الأدب، باب فی تغیر الاسم، 4: 288، رقم: 4952

4۔ بخاری، الادب المفرد: 285، رقم: 820

5۔ احمد بن حنبل، المسند، 2: 18

6۔ ابن حبان، الصحیح، 13: 135، 136، رقم: 5819، 5820

7۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، 9: 307

8۔ طبرانی، المعجم الکبیر، 24: 212، رقم: 544

9۔ منذری، الترغیب و الترہیب، 3: 49، رقم: 3034

(2) 1۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الأدب، باب فی تغیر الاسم، 4: 288، رقم: 4954

امام ابو داؤد السنن (۴: ۲۸۹) میں لکھتے ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ نے 'عاص'، 'عزیز'، 'عَتَلَه'، 'شیطان'، 'حکم'، 'غُراب'، 'حُباب'، 'شِهاب' وغیرہ نام بدل دیئے۔ پس 'شهاب' کا نام 'هشام' رکھا، 'حرب' کا نام 'سلم' رکھا اور 'مضطجع' کا نام 'منبعث' رکھا۔ جس زمین کو 'عفره' کہا جاتا تھا اس کا نام 'خضره' رکھا اور 'شعب الضلاله' کا نام 'شعب الهدیٰ' رکھا۔ 'بنو زینت' کا نام 'بنو رَشده' رکھا اور 'بنی مغویه' کا نام 'بنی رِشده' رکھا۔

(۴) نسب کا حق

بچے کے لیے نسب کا حق صرف اُسی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ماں باپ کا بھی حق ہے۔ باپ کا حق اس نسبت سے ہے کہ وہ اپنی اولاد کے تحفظ اور تعلیم و تربیت کا اختیار رکھتا ہے، اُسے اپنی اولاد کی سرپرستی اور ولایت کا حق ہے۔ جب اولاد محتاج ہو اور باپ کمانے کی قدرت رکھتا ہو تو اسے اولاد کے لیے کمانے کا حق ہے اور اگر اولاد باپ کی زندگی میں فوت ہو جائے تو وہ اولاد ترکہ میں سے حصہ پائے گی۔ اسی طرح ثبوتِ نسب ماں کا بھی حق ہے کیونکہ اولاد ماں کا جزو ہے اور وہ فطری طور اس بات کی شدید خواہش رکھتی ہے کہ اپنی اولاد کی حفاظت اور بہتر پرورش کرے۔ اسی طرح ماں کے بڑھاپے اور طاقت نہ رکھنے کی صورت میں اُس پر خرچ کرنا اولاد کا فرض ہے۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نسب کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے پوری جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

۲۔ رویانی، المسند، ۲: ۴۶۹، رقم: ۱۴۹۰

۳۔ شیبانی، الآحاد و المثانی، ۲: ۴۲۷، رقم: ۱۲۲۰

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۱۹۶، ۲۹۸، رقم: ۵۲۳، ۸۴۷

۵۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۴: ۹۰، ۳۱۱ رقم: ۱۳۰۶، ۱۴۹۴

۶۔ ابن خیاط، الطبقات: ۴۳

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ ج فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ ط وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ط وَكَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ (۱)

’’تم اُن (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے باپ (ہی کے نام) سے پکارا کرو، یہی اللہ کے نزدیک زیادہ عدل ہے، پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو (وہ) دین میں تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔ اور اس بات میں تم پر کوئی گناہ نہیں جو تم نے غلطی سے کہی لیکن (اس پر ضرور گناہ ہوگا) جس کا ارادہ تمہارے دلوں نے کیا ہو، اور اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے ○‘‘

اپنا حقیقی نسب تبدیل کرنے والے کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من ادعی إلی غیر أبیه، و هو یعلم أنه غیر أبیه، فالجنة علیه حرام۔ (۲)

---

(۱) القرآن، الاحزاب، ۳۳: ۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الفرائض، باب من ادعی، ۶: ۲۴۸۵، رقم: ۲۳۸۵

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوہ الطائف، ۴:

۱۵۷۲، رقم: ۴۰۷۱

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب بیان حال ایمان، ۱: ۸۰، رقم: ۶۳

۴۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الأدب، باب فی الرجل، ۴: ۳۳۰، رقم: ۵۱۱۳

۵۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الحدود، باب من ادعی إلی، ۲: ۸۷۰، رقم: ۲۶۱۰

''جو اپنے باپ کو علاوہ کسی اور کے متعلق دعویٰ کرے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔''

یہی نہیں بلکہ ایک موقع پر تو آپ ﷺ نے اسے کفر سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا:

لا ترغبوا عن آبائکم، فمن رغب عن أبیه فهو کفر۔[1]

''اپنے آباء و اَجداد سے منہ نہ پھیرو، جو اپنے باپ سے منہ پھیر کر دوسرے کو باپ بنائے تو یہ کفر ہے۔''

----

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قوله، ۶: ۲۴۸۵، رقم: ۶۳۸۶

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان، ۱: ۸۰، رقم: ۶۲

۳۔ ابو عوانہ، المسند، ۱: ۲۳، رقم: ۵۷

----

(۵) رضاعت کا حق

لفظ 'رضاعت' اور اس کے دیگر مشتقات قرآن حکیم میں دس مقامات پر آئے ہیں۔ 'المعجم الوسیط' میں رضاعت کا معنی کچھ یوں بیان ہوا ہے:

أرضعت الأم: كأن لها ولد ترضعه۔

''ماں کا بچہ کو دودھ پلانا رضاعت کہلاتا ہے۔''

فقہی اصطلاح میں بچہ کا پیدائش کے بعد پہلے دو سال میں ماں کے سینہ سے دودھ چوسنا رضاعت کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ
يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ
بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ
فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝[1]

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں یہ (حکم) اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے، اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور پہننا دستور کے مطابق بچے کے باپ پر لازم ہے، کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دی جائے، (اور) نہ ماں کو اس کے بچے کے باعث نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کے سبب سے، اور وارثوں پر بھی

یہی حکم عائد ہوگا، پھر اگر ماں باپ دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے (دو برس سے پہلے ہی) دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، اور پھر اگر تم اپنی اولاد کو (دایہ سے) دودھ پلوانے کا ارادہ رکھتے ہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ جو تم دستور کے مطابق دیتے ہو انہیں ادا کر دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے ○''

پیدائش کے بعد بچہ کے لیے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زندگی کی حفاظت اور افزائش کے لیے ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی غذا استعمال کرے اس لیے وضعِ حمل کے بعد عورت کے پستانوں میں قدرتی طور پر دودھ جاری ہو جاتا ہے اور بچہ کے لیے اس کے دل میں پیدا ہونے والی محبت و شفقت اُسے بچہ کو دودھ پلانے پر اُکساتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت پر واجب کیا ہے کہ وہ بچہ کو پورے دو سال دودھ پلائے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ مدت ہر طرح سے بچہ کی صحت کے لیے ضروری ہے۔

----

(۱) القرآن، البقرۃ، ۲: ۲۳۳

جدید میڈیکل ریسرچ سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ بچہ کے جسمانی و نفسیاتی تقاضوں کے پیشِ نظر دو سال کی مدتِ رضاعت ضروری ہے۔ یہ اسلام کی آفاقی اور ابدی تعلیمات کا فیضان ہے کہ اہلِ اسلام کو زندگی کے وہ رہنما اصول ابتداء ہی میں عطا کر دیے گئے جن کی تائید و تصدیق صدیوں بعد کی سائنسی تحقیقات کر رہی ہیں۔

(۲) پرورش کا حق

بچوں کی پرورش کرنا باپ کی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے قرآن حکیم فرماتا ہے:

لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّآ

اٰتٰـهُ اللّٰهُ ط لَا یُـكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا ط سَیَـجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا ○[1]

”صاحبِ وسعت کو اپنی وسعت (کے لحاظ) سے خرچ کرنا چاہئے، اور جس شخص پر اُس کا رِزق تنگ کر دیا گیا ہو تو وہ اُسی (روزی) میں سے (بطورِ نفقہ) خرچ کرے جو اُسے اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ اللہ کسی شخص کو مکلّف نہیں ٹھہراتا مگر اسی قدر جتنا کہ اُس نے اسے عطا فرما رکھا ہے، اللہ عنقریب تنگی کے بعد کشائش پیدا فرما دے گا○“

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من رجل تدرک له ابنتان، فیحسن إلیهما ما صحبتاه أو صحبهما إلا أدخلتاه الجنة۔[2]

---

(۱) القرآن، الطلاق، ۶۵: ۷

(۲) ۱۔ ابن ماجة، السنن، کتاب الأدب، باب بر الوالد، ۲: ۱۲۱۰، رقم: ۳۶۷۰

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۶۳

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۲۰۷، رقم: ۲۹۴۵

۴۔ ابو یعلی، المسند، ۴: ۴۴۵، رقم: ۲۵۷۱

۵۔ ابو یعلی، المسند، ۵: ۱۲۸، رقم: ۲۷۴۲

”جس کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ انہیں جوان ہونے تک کھلاتا پلاتا رہے تو وہ دونوں اسے جنت میں لے جائیں گی۔“

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا يكون لأحدكم ثلاث بنات أو ثلاث أخوات فيحسن إليهن إلا دخل الجنة۔[1]

''جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جاءتني امرأةٌ معها ابنتانِ تسألُني، فلم تجدْ عندي غير تمرةٍ واحدةٍ، فأعطيتُها فقسمَتْها بين إبنتيها، ثم قامَتْ فخرجَتْ، فدخلَ النبي ﷺ فحدَّثتُه، فقال: من بُلِيَ من هذه البناتِ شيئاً، فأحسنَ إليهن، كُنَّ له سِتراً من النار۔[2]

۶۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۱۹۶، رقم: ۷۳۵۱

۷۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۱۰: ۴۲۵، ۴۲۶، رقم: ۴۵۰، ۴۵۱

۸۔ کنانی، مصباح الزجاجۃ، ۴: ۱۰۱

۹۔ ہیثمی، موارد الظمآن: ۵۰۰، رقم: ۲۰۴۳

(۱) ۱۔ ترمذی، السنن، ۴: ۳۱۸، ۳۲۰، رقم: ۱۹۱۲، ۱۹۱۶

۲۔ بخاری، الادب المفرد: ۴۲، رقم: ۷۹

۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۲۲۱، رقم: ۲۵۴۳۸

۴۔ منذری، الترغیب و الترہیب، ۳: ۴۶، رقم: ۳۰۲۳

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب رحمۃ الولد، ۵: ۲۲۳۴، رقم: ۵۶۴۹

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار، ۲: ۵۱۴، رقم: ۱۳۵۲

''میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں، وہ مجھ سے کچھ مانگتی تھی۔ اس نے ایک کھجور کے سوا میرے پاس کچھ نہ پایا، میں نے اس کو وہی دے دی۔ اس نے کھجور دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی اور پھر اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے سارا ماجرا کہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بیٹیوں کے ذریعے آزمایا گیا اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا تو یہ اس کے لیے دوزخ سے حجاب بن جاتی ہیں۔''

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

جاءتني مسكينة تحمل ابنتين لها، فأطعمتها ثلاث تمرات، فأعطت كل واحدة منهما تمرة، و رفعت إلى فيها تمرة لتأكلها، فاستطعمتها ابنتاها، فشقت التمرة التي كانت تريد أن تأكلها بينهما، فأعجبني شأنها، فذكرت الذي صنعت لرسول الله ﷺ، فقال: إن الله قد أوجب لها بها الجنة، أو أعتقها بها من النار۔[1]

''میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس نے دو بیٹیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔ میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے دونوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دے دی، پھر جو کھجور وہ کھانا چاہتی تھی اس کے بھی دو ٹکڑے کر کے انہیں کھلا دی۔ مجھے اس واقعہ سے بہت تعجب ہوا۔ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے اس

عورت کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (بیٹیوں پر) اس (شفقت و رحمت) کی وجہ سے اس عورت کے لیے جنت واجب کر دی یا (فرمایا:) اسے دوزخ سے آزاد کر دیا۔"

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی النفقة، ۴: ۳۱۹، رقم: ۱۹۱۵

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۳، ۸۷، ۲۳۴

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۲۰۱، رقم: ۲۹۳۹

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة، باب فضل الإحسان، ۴: ۲۰۲۷، رقم: ۲۶۳۰

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۹۲

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۴۶۸، رقم: ۱۱۰۲۰

۴۔ مزی، تہذیب الکمال، ۹: ۴۶۸، ۴۶۹

---

(۷) تربیت کا حق

بچوں کی اچھی تربیت کرکے انہیں اچھا، ذمہ دار اور مثالی مسلمان بنانا والدین کی ذمہ داری ہے۔ ان کی تربیت کے مختلف مراحل کا ذکر کرتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مروا أولادكم بالصلاة و هم أبناء سبع سنين، و اضربوهم عليها و هم أبناء عشر سنين، و فرقوا بينهم في المضاجع۔(۱)

"اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی ہو جائے، اور جب وہ دس سال

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما تو اَقرع بن حابس تمیمی جو کہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، نے کہا: میرے دس بچے ہیں، میں نے تو کبھی کسی کو نہیں چوما۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔‘‘

---

(۱) ۱۔ابن ماجۃ، السنن، کتاب الأدب، باب بر الوالد، ۲: ۱۲۱۱، رقم: ۳۶۷۱

۲۔ قضاعی، مسند الشہاب، ۱: ۳۸۹، رقم: ۶۶۵

۳۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۱: ۶۷، رقم: ۱۹۶

۴۔ کنانی، مصباح الزجاجہ، ۴: ۱۰۱، ۱۰۲، رقم: ۱۲۸۷

۵۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۱: ۱۴

(۲) ۱۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۳: ۵۱۳، رقم: ۵۵۹۸

۲۔ حسینی، البیان و التعریف، ۲: ۲۲۸

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب رحمۃ الولد، ۵: ۲۲۳۵، رقم: ۵۶۵۱

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أحبوا الصبيان و ارحموهم، و إذا وعدتموهم ففوا لهم، فإنهم لا يرون إلا أنكم ترزقونهم۔

’’بچوں سے محبت کرو اور ان پر رحم کرو، جب ان سے وعدہ کرو تو پورا کرو کیونکہ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ تم ہی انہیں رزق دیتے ہو۔‘‘

أبی إلی النبی ﷺ لیشهده علی صدقتی، فقال له رسول الله ﷺ: أفعلت هذا بولدک کلهم؟ قال: لا، قال: اتقوا الله و اعدلوا في أولادکم۔ فرجع أبي، فرد تلک الصدقة۔(1)

’’میرے والد نے اپنا کچھ مال مجھے ہبہ کر دیا تو میری والدہ نے کہا: میں اس پر تب راضی ہوں گی جب تو رسولِ خدا ﷺ کو اس پر گواہ لائے۔ میرے والد حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو ایسا ہی دیا ہے؟ میرے والد نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ پھر میرے والد نے وہ ہبہ واپس لے لیا۔‘‘

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الهبات، باب کراهة تفضیل، ۳: ۱۲۴۱، رقم: ۱۶۲۳

۳۔ نسائی، السنن، کتاب النحل، باب ذکر اختلاف الالفاظ، ۶: ۲۵۸، ۲۵۹، رقم: ۳۶۷۴، ۳۶۷۵

۴۔ نسائی، السنن الکبری، ۴: ۱۱۶، رقم: ۶۵۰۲

۵۔ مالك، الموطا، ۲: ۷۵۱، رقم: ۱۴۳۷

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۱: ۴۹۹، رقم: ۵۱۰۰

۷۔ عبد الرزاق، المصنف، ۹: ۹۷

۸۔ بیہقی، السنن الکبری، ۶: ۱۷۶، ۱۷۸

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الهبات، باب کراہة تفضیل، ۳: ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، رقم: ۱۶۲۳

۲۔ ابو عوانہ، المسند، ۳: ۴۶۰، رقم: ۵۶۸۹

۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۳۰

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سووا بین أولادکم فی العطیۃ، فلو کنت مفضلا أحدا لفضلت النساء۔(1)

''اپنی اولاد کو تحفہ دیتے وقت برابری رکھو، پس میں اگر اُن میں سے کسی کو فضیلت دیتا تو بیٹیوں کو فضیلت دیتا۔''

(۱۰) یتیم کا حق

یتیم بچہ کے حقوق پر اسلام نے بہت زور دیا ہے۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن حکیم میں تیئیس مختلف مواقع پر یتیم کا ذکر کیا گیا ہے جن میں یتیموں کے ساتھ حسن سلوک، اُن کے اموال کی حفاظت اور اُن کی نگہداشت کرنے کی تلقین کی گئی ہے، اور اُن کے ساتھ زیادتی کرنے والے، ان کے حقوق و مال غصب کرنے والے پر وعید کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

---

(۱) ۱۔ بیہقی، السنن الکبری، ۶: ۱۷۷

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۳۵۴، رقم: ۱۱۹۹۷

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۱۵۳

۴۔ عسقلانی، فتح الباری، ۵: ۲۱۴

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ○(1)

’’بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں نری آگ بھرتے ہیں، اور وہ جلد ہی دہکتی ہوئی آگ میں جاگریں گے ○‘‘

کیونکہ یتیم ہونا انسان کا نقص نہیں بلکہ منشائے خداوندی ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اُس نے اپنے محبوب ترین بندے سید المرسلین ﷺ کو حالتِ یتیمی میں پیدا فرمایا کہ آپ ﷺ کے والد ماجد آپ ﷺ کی ولادت با سعادت سے بھی پہلے وصال فرما چکے تھے۔ پھر چھ سال کی عمر میں ہی آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بھی انتقال فرما گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی اس کیفیت کا ذکر قرآن حکیم میں یوں کیا ہے:

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ○ (۲)

’’(اے حبیب!) کیا اُس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر اُس نے (آپ کو معزز و مکرم) ٹھکانا دیا ○‘‘

پھر اس دُرِ یتیم ﷺ نے یتامیٰ کی محبت، ان کے ساتھ شفقت و حسنِ سلوک اور اِحسان برتنے کی نہایت اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ آپ ﷺ نے یتامیٰ کی اچھی کفالت کرنے والے کو جنت کی خوش خبری دی اور اُن کے حقوق پامال کرنے والے کو دردناک عذاب کی وعید سنائی۔ قرآن حکیم کہتا ہے:

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ ○ (۳)

’’سو آپ بھی کسی یتیم پر سختی نہ فرمائیں ○‘‘

---

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۱۰

(۲) القرآن، الضحیٰ، ۹۳: ۶

(۳) القرآن، الضحیٰ، ۹۳: ۹

ایک اور موقع پر اللہ تعالٰی نے فرمایا:

وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ○[1]

''اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور بری چیز کو عمدہ چیز سے نہ بدلا کرو اور نہ ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر کھایا کرو، یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے ○''

اسی طرح دیگر مقامات پر فرمایا:

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۔[2]

''اور آپ سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، فرما دیں: اُن (کے معاملات) کا سنوارنا بہتر ہے، اور اگر اُنہیں (نفقہ و کاروبار میں) اپنے ساتھ ملا لو تو وہ بھی تمہارے بھائی ہیں، اور اللہ خرابی کرنے والے کو بھلائی کرنے والے سے جدا پہچانتا ہے۔''

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○[3]

''اور یتیموں کی (تربیتہً) جانچ اور آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں، پھر اگر تم ان میں ہوشیاری (اور حسنِ تدبیر) دیکھ لو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو اور ان کے مال فضول خرچی اور جلد بازی میں (اس

اندیشے سے) نہ کھا ڈالو کہ وہ بڑے ہو (کر واپس لے) جائیں گے، اور جو کوئی خوشحال ہو وہ (مالِ یتیم سے) بالکل بچا رہے اور جو (خود) نادار ہو اسے (صرف) مناسب حد تک کھانا چاہئے اور جب تم ان کے مال ان کے سپرد کرنے لگو تو ان پر گواہ بنا لیا کرو اور حساب لینے والا اللہ ہی کافی ہے ○''

---

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۲

(۲) القرآن، البقرة، ۲: ۲۲۰

(۳) القرآن، النساء، ۴: ۶

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ○[1]

''اور (یتیموں سے معاملہ کرنے والے) لوگوں کو ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ اپنے پیچھے ناتواں بچے چھوڑ جاتے تو (مرتے وقت) ان بچوں کے حال پر (کتنے) خوفزدہ (اور فکرمند) ہوتے، سو انہیں (یتیموں کے بارے میں) اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور (ان سے) سیدھی بات کہنی چاہئے ○ بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں نری آگ بھرتے ہیں، اور وہ جلد ہی دہکتی ہوئی آگ میں جا گریں گے ○''

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۔[2]

''اور یتیم کے مال کے قریب مت جانا مگر ایسے طریق سے جو بہت ہی

پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔‘‘

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ○ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ○ وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ○[۳]

’’کیا آپ نے اُس شخص کو دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے ○ تو یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (یعنی یتیموں کی حاجات کو ردّ کرتا اور اُنہیں حق سے محروم رکھتا ہے) ○ اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا (یعنی معاشرے سے غریبوں اور محتاجوں کے معاشی اِستحصال کے خاتمے کی کوشش نہیں کرتا) ○‘‘

....

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۹، ۱۰

(۲) القرآن، الانعام، ۶: ۱۵۲

(۳) القرآن، الماعون، ۱۰۷: ۱-۳

....

كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ○ وَلَا تَحَٰضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ○ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ○ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ○[۱]

’’یہ بات نہیں بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ عزت اور مال و دولت کے ملنے پر) تم یتیموں کی قدر و اِکرام نہیں کرتے ○ اور نہ ہی تم مسکینوں (یعنی غریبوں اور محتاجوں) کو کھانا کھلانے کی (معاشرے میں) ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو ○ اور وراثت کا مال سمیٹ کر خود ہی کھا جاتے ہو (اس میں سے افلاس زدہ لوگوں کا حق نہیں نکالتے) ○ اور تم مال و دولت سے حد درجہ محبت رکھتے ہو ○‘‘

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خير بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يحسن إليه، و شرّ

بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يساء إليه۔[۲]

''مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک ہو۔''

---

(۱) القرآن، الفجر، ۸۹: ۱۷۔۲۰

(۲) ۱۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الأدب، باب حق اليتيم، ۲: ۱۲۱۳، رقم: ۳۶۷۹

۲۔ بخاری، الادب المفرد: ۶۱، رقم: ۱۳۷

۳۔ ابن مبارک، الزهد: ۲۳۰، رقم: ۶۵۴

۴۔ عبد بن حمید، المسند: ۴۲۷، رقم: ۱۴۶۷

۵۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۵: ۹۹، رقم: ۴۷۸۵

۶۔ منذری، الترغیب و الترهیب، ۳: ۲۳۶، رقم: ۳۸۴۰

حضرت سہل بن سعد ﷺ روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ: أنا و كافل اليتيم في الجنة هكذا ...... و أشار بالسبابة و الوسطى، و فرج بينهما شيئا۔[۱]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے ...... پھر آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔''

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الطلاق، باب اللعان، ۵: ۲۰۳۲، ۲۲۳۷، رقم: ۴۹۹۸، ۵۶۵۹

۲۔ ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب البر، باب ما جاء في الرحمة، ۴: ۳۲۱، رقم: ۱۹۱۸

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۲: ۲۰۷، رقم: ۴۶۰

۴۔ ابو يعلي، المسند، ۱۳: ۵۴۶، رقم: ۷۵۵۳

۵۔ روياني، المسند، ۲: ۲۱۶، ۲۷۸، رقم: ۱۰۶۷، ۱۱۹۷

۶۔ بيهقي، السنن الكبري، ۶: ۲۸۳، رقم: ۱۲۴۴۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

والذي بعثني بالحق! لا يعذب الله يوم القيامة من رحم اليتيم، ولان له في الكلام، و رحم يُتمه و ضَعْفَه، ولم يتطاول على جاره بفضل ما آتاه الله، و قال: يا أمة محمد! والذي بعثني بالحق! لا يقبل الله يوم القيامة صدقة من رجل وله قرابة محتاجون إلى صدقته و يصرفها إلى غيرهم، والذي نفسي بيده! لا ينظر الله إليه يوم القيامة۔[1]

”قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُس شخص کو عذاب نہیں دے گا جس نے یتیم پر شفقت کی، اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی، اور معاشرے کے محتاجوں وکمزوروں پر رحم کیا، اور جس نے اللہ تعالیٰ کے طرف سے ہونے والی عطا کے سبب سے اپنے پڑوسی پر ظلم نہ کیا۔ پھر فرمایا: اے اُمتِ محمدی! قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُس شخص کی طرف سے صدقہ قبول نہیں کرے گا جس نے غیروں پر صدقہ کیا حالانکہ اُس کے اپنے رشتہ دار اُس کے صدقہ کے

محتاج تھے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اللہ تبارک و تعالیٰ روزِ قیامت اُس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔‘‘

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں:

من ولي ليتيم مالا فليتجر به ولا يدعه حتى تأكله الصدقة۔ (۲)

’’جس کو کسی یتیم کے مال کا ولی بنایا گیا تو اُسے چاہیے کہ وہ اُس مال سے تجارت کرے اور اُس کو یونہی پڑا نہ رہنے دے مبادا زکوٰۃ ادا کرتے کرتے وہ مال ختم ہو جائے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸: ۳۴۶، رقم: ۸۸۲۸

۲۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۴: ۳۷۸، ۳۷۹، رقم: ۷۱۱۰

۳۔ منذری، الترغیب و الترہیب، ۲: ۱۸

۴۔ منذری، الترغیب و الترہیب، ۳: ۲۳۷

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۱۱۷

(۲) بیہقی، السنن الکبریٰ، ۶: ۲

---

(۱۱) حقوقِ لقیط

لقیط اس بچہ کو کہا جاتا ہے جو راستہ میں پڑا ہوا ملے اور جس کے والدین کا پتہ نہ ہو۔ (۱)

فقہی اصطلاح میں لقیط اس بچہ کو کہا جاتا ہے جس کا نسب معلوم نہ ہو کیونکہ اس

کے گھر والوں نے زنا کی تہمت سے بچنے کے لیے یا کسی اور وجہ سے اُسے پھینک دیا ہو۔لہٰذا جب راستہ میں یا کسی public place پر گرا پڑا بچہ ملے تو اُسے زمین سے اٹھانا، اس کے ساتھ شفقت برتنا اور اس کی حفاظت کرنا اللہ تعالی کے اس قول کی روشنی میں واجب ہو جاتا ہے:

وَ مَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا۔[۲]

”اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا۔“

کیونکہ بچہ کو زمین، راستہ سے اٹھانا ہی اُسے زندگی دینا ہے اور یہ اسی طرح واجب ہے جس طرح حالتِ اِضطرار میں صرف زندگی بچانے کی حد تک حرام کھانے کی اجازت مل جاتی ہے۔

ثانیاً لقیط کا یہ بھی حق ہے کہ وہ آزاد ہوتا ہے۔حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔اگر ملتقط (بچہ کو اُٹھانے والا) یا کوئی اور شخص یہ دعویٰ کرے کہ بچہ اس کا غلام ہے تو بغیر گواہوں کے اس کا دعویٰ نہ سنا جائے گا کیونکہ اس کی حریت و آزادی اس کے ظاہر حال سے ثابت ہے اس لیے بغیر دلیل کے اس کے ظاہر کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔[۳]

---

(۱) المعجم الوسیط، ۲: ۴۱، مادہ : لقط

(۲) القرآن، المائدہ، ۵: ۳۲

(۳) کاسانی، بدائع الصنائع، ۶: ۱۹۷، ۱۹۸

ثالثاً لقیط کا یہ بھی حق ہے کہ اس کا خرچہ بیت المال سے کیا جائے۔اگر اُس کے ساتھ کچھ مال بندھا ہو پایا گیا تو وہ اسی کا متصور ہوگا مثلاً اس کے جسم پر موجود کپڑے

مآخذ و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم

۲۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۳۔ **انیس**، ڈاکٹر ابراہیم، **المعجم الوسیط**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۴۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الادب المفرد**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۵۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **التاریخ الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۶۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۷۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **دلائل النبوۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۸۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **السنن الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۹۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۱۰۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **شعب الایمان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۱۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ **الجامع الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۱۲۔ **ابن جعد**، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳۔۲۳۰ھ/ ۷۵۰۔۸۴۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۳۔ **حاکم**، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۴۔ **حاکم**، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ مکہ، سعودی عرب: دارالباز للنشر والتوزیع۔

۱۵۔ **ابن حبان**، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **الثقات**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء۔

۱۶۔ **ابن حبان**، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۱۷۔ **ابن حبان**، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **طبقات المحدثین باصبهان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۱۸۔ **حسینی**، ابراہیم بن محمد (۱۰۵۴۔۱۱۲۰ھ)۔ **البیان و التعریف**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۱ھ۔

۱۹۔ **حصکفی**۔ **در المختار**۔ کراچی، پاکستان: ایچ ایم سعید کمپنی۔

۲۰۔ **حصکفی**۔ **در المختار**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۳۸۶ھ۔

۲۱۔ **ابن خیاط**، ابوعمر وخلیفہ لیثی عصفری (۱۶۰۔۲۴۰ھ)۔ **الطبقات**۔ ریاض، سعودی عرب: دارطیبہ، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۲۲۔ **ابوداؤد**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۲۳۔ **ابوداؤد**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **کتاب المراسیل**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۸ھ۔

۲۴۔ **ابوداؤد**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **کتاب المراسیل**۔ لاہور، پاکستان: مکتبۃ العلمیہ۔

۲۵۔ **دارمی**، ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دارالکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۲۶۔ **دیلمی**، ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۲۷۔ **رویانی**، ابوبکر محمد بن ہارون (م ۳۰۷ھ)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: موسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔

۲۸۔ **شامی**، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴۔۱۳۰۶ھ)۔ **رد المحتار علی در المختار**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۲۹۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **ارشاد الفحول**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۳۰۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **فتح القدیر**۔ مصر: مطبع مصطفی البابی الحلبی و اولادہ، ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۴ء۔

۳۱۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء۔

۳۲۔ **شہاب**، ابوعبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون بن ابراہیم بن محمد بن مسلم قضاعی (م ۴۵۴ھ/ ۱۰۶۲ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: موسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۳۳۔ **شیبانی**، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد (۲۰۶۔۲۸۷ھ/ ۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ **الآحاد و المثانی**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۳۴۔ **شیبانی**، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد (۲۰۶۔۲۸۷ھ/ ۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ **الزھد**۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث، ۱۴۰۸ھ۔

۳۵۔ **شیبانی**، ابوعبد اللہ محمد بن حسن (۱۲۳۔۱۸۹ھ)۔ **الحجۃ**۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۳ھ۔

۳۶۔ **شیبانی**، ابوعبد اللہ محمد بن حسن (۱۳۲۔۱۸۹ھ)۔ **الحجۃ**۔ لاہور، پاکستان: دار المعارف نعمانیہ۔

۳۷۔ **شیبانی**، ابوعبد اللہ محمد بن حسن (۱۳۲۔۱۸۹ھ)۔ **المبسوط**۔ کراچی، پاکستان: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔

۳۸۔ **ابن ابی شیبہ**، ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/ ۷۷۶۔

۸۴۹ء)۔**المصنف**۔ریاض،سعودی عرب:مکتبۃ الرشد،۱۴۰۹ھ۔

۳۹۔ **صالح**، ڈاکٹر محمد بن احمد۔**الطفل فی الشریعۃ الاسلامیہ**۔قاہرہ،مصر:مطبعہ نہضہ۔

۴۰۔ **طبرانی**،سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔**مسند الشامیین**۔بیروت،لبنان:موسسۃ الرسالہ،۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء۔

۴۱۔ **طبرانی**،سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الاوسط**۔ریاض،سعودی عرب:مکتبۃ المعارف،۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۴۲۔ **طبرانی**،سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغیر**۔بیروت،لبنان:دارالفکر،۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔

۴۳۔ **طبرانی**،سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔موصل،عراق:مطبعۃ الزہراء الحدیثہ۔

۴۴۔ **طبرانی**،سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔قاہرہ،مصر:مکتبہ ابن تیمیہ۔

۴۵۔ **عبد بن حمید**،ابو محمد بن نصر کسی (م۲۴۹ھ/۸۶۳ء)۔**المسند**۔قاہرہ،مصر:مکتبۃ السنہ، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء۔

۴۶۔ **عسقلانی**،احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔**الاصابہ فی تمییز الصحابہ**۔بیروت،لبنان:دارالجیل،۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۴۷۔ **عسقلانی**،احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔**تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری**۔بیروت،لبنان:المکتب الاسلامی+عمان+اُردن:دارعمار،۱۴۰۵ھ۔

۴۸۔ **عسقلانی**،احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔**تلخیص الحبیر**۔مدینہ منورہ،سعودی عرب:۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء۔

۴۹۔ **عسقلانی**،احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔**تہذیب التہذیب**۔بیروت،لبنان:دارالفکر،۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۵۰۔ **عسقلانی**،احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/

۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔**الدرایه فی تخریج احادیث الهدایه**۔بیروت،لبنان:دارالمعرفہ۔

۵۱۔ **عسقلانی**،احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔**فتح الباری**۔لاہور،پاکستان:دارنشر الکتب الاسلامیہ،۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۵۲۔ **عسقلانی**،احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔**هدی الساری مقدمه فتح الباری**۔بیروت،لبنان:دارالمعرفہ، ۱۳۷۹ھ۔

۵۳۔ **ابوعوانه**،یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰-۳۱۶ھ/ ۸۴۵-۹۲۸ء)۔**المسند**۔بیروت،لبنان:دارالمعرفہ،۱۹۹۸ء۔

۵۴۔ **ابن قدامه**،ابومحمد عبداللہ بن احمد مقدسی (م۶۲۰ھ)۔**المغنی فی فقه الامام احمد بن حنبل الشیبانی**۔بیروت،لبنان:دارالفکر،۱۴۰۵ھ۔

۵۵۔ **ابن قدامه**،ابومحمد عبداللہ بن احمد مقدسی (م۶۲۰ھ)۔**المقنع**۔المطبعۃ السلفیہ۔

۵۶۔ **کاسانی**،علاؤالدین ابوبکر (م۵۸۷ھ)۔**بدائع الصنائع**۔بیروت،لبنان:دارالکتاب العربی،۱۹۸۲ء۔

۵۷۔ **کاسانی**،علاؤالدین ابوبکر (م۵۸۷ھ)۔**بدائع الصنائع**۔کراچی،پاکستان:ایچ ایم سعید کمپنی۔

۵۸۔ **کشکی**،محمد عبدالرحیم۔**المیراث المقارن**۔

۵۹۔ **کنانی**،احمد بن ابی بکر بن اسماعیل (۷۶۲-۸۴۰ھ)۔**مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه**۔بیروت،لبنان:دارالعربیہ،۱۴۰۳ھ۔

۶۰۔ **مالک**،ابن انس بن مالک ﷺ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (۹۳-۱۷۹ھ/ ۷۱۲-۷۹۵ء)۔**المدونة الکبریٰ**۔بیروت،لبنان:دارصادر۔

۶۱۔ **مالک**،ابن انس بن مالک ﷺ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (۹۳-۱۷۹ھ/ ۷۱۲-۷۹۵ء)۔**المدونة الکبریٰ**۔بیروت،لبنان:دارالفکر للطباعہ والنشر والتوزیع، ۱۹۸۰ء۔

۶۲۔ **مالک**، ابن انس بن مالکؓ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (۹۳۔۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ **الموطا**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء۔

۶۳۔ **ابن ماجہ**، ابوعبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

۶۴۔ **ماوردی**، ابوحسن علی بن محمد۔ **الاحکام السلطانیہ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۸ھ۔

۶۵۔ **ابن مبارک**، ابوعبد الرحمن عبد اللہ بن واضح مروزی (۱۱۸۔۱۸۱ھ/۷۳۶۔۷۹۸ء)۔ **کتاب الزهد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۶۶۔ **مزی**، ابوالحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴۔۷۴۲ھ/۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ **تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف**۔ ممبئی، بھارت: الدار القیمہ + بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۶۷۔ **مزی**، ابوالحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴۔۷۴۲ھ/۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ **تهذیب الکمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۶۸۔ **مسلم**، ابوالحسین ابن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری (۲۰۶۔۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۶۹۔ **مقدسی**، ابوعبد اللہ بن محمد بن مفلح (۷۱۷۔۷۶۲ھ)۔ **الفروع**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ۔

۷۰۔ **مقدسی** محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبد الرحمن بن اسماعیل بن منصور سعدی حنبلی (م ۵۶۹۔۶۴۳ھ/۱۱۷۳۔۱۲۴۵ء)۔ **الاحادیث المختارہ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبة النهضة الحدیثہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۷۱۔ **منذری**، ابومحمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔ ۶۵۶ھ/۱۱۸۵۔۱۲۵۸ء)۔ **الترغیب و الترهیب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۷۲۔ **نسائی**، ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔

۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء۔

۷۳۔ **نسائی**، ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔ ۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۷۴۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ **مجمع الزوائد**۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۷۵۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ **موارد الظمآن الیٰ زوائد ابن حبان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۷۶۔ **ابو یعلیٰ**، احمد بن علی بن مثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دار المامون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۷۷۔ **ابو یعلیٰ**، احمد بن علی بن مثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المعجم**۔ فیصل آباد، پاکستان: ادارۃ العلوم الاثریہ، ۱۴۰۷ھ۔

---------------ختم شد---------------